سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳/۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے ۱۳ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر انچیف
پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے ایمپریس روڈ۔ لاہور } منیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام منیجر نور افشاں ہونا چاہیے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۴ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء | نمبر ۳۰

نالۂ بیوہ

(جناب ڈاکٹر چودھری غلام حیدر صاحب)

تجھے اضطراب پیہم تجھے نالہ و بکا ہے — دل زار کیا کروں میں تجھے ہائے کیا ہوا ہے
بزم چراغ عشرت مرا جب سے گل ہوا ہے — نہ وہ بزم میں ہے رونق نہ وہ بزم کی ہوا ہے
نہ وہ دل ہی لوٹے مے نہ وہ جوش ہی ہے باقی — مجھے چھیڑ دو اب نہ ہمدم نہیں مجھ میں کچھ رہا ہے
مجھے خاک لطف آئے مجھے خاک زیست بھائے — مری جان جبکہ لے دل مری جان سے جدا ہے
مجھ سے نہ پوچھو ہرگز گذری ہے کیا کیا مجھ پر — تمہیں کیا بتاؤں قصہ مرا درد سے بھرا ہے
مرے دل کا ہے تقاضا کہ میں دُوں سے چھپا — مجھے راگ کچھ سنا تو کہ تو درد سے بھرا ہے
وہ صدائے سوز کو گل ترے سامنے نمایاں — شاید تو شغل میری کسی غم میں مبتلا ہے
ہو ذوق بہت لیکن مرے غم میں ترے غم میں — ہوں میں ناامید حسرت ابھی مجھ کو آسرا ہے
مجھے ناامیدی باقی یا امید کامیابی — مرا نبع مسرت ہی جہاں سے اٹھ گیا ہے
کسی بات پر کبھی تو تو ہے مائل تبسم — یاں خوشی کی جگہ اب مجھے نالہ و بکا ہے
تو سنا ہوا ہے جس پردہ ہے سامنے تو تیرے — میری آرزو کا مرکز مری آنکھوں سے چھپا ہے
مجھے عیش کی توقع تجھے ہے امید راحت — در عیش جو تھا میرا وہی بند اب ہوا ہے
شب تار میں کبھی میں تھی محو عیش عشرت — وہی رات وہی راحت وہی رات اب الم کی
مجھے قسم ہو خدا کی تو چلا جا ماہ تاباں — ترا چہرہ منور مرا دل دکھا رہا ہے
نہ رلا اب زیادہ مجھے راگ تم سنا کر — چلو جاؤ گو لو تم تمہیں ہائے کیا ہوا ہے
نہیں لطف زیست حاصل تمہیں لطف ہے یہ حاصل — مرا جینا مجھ کو ہائے مرے واسطے بلا ہے
کبھی پھولوں پر تھے سوتے کبھی پھول تھے پہنتے — مرا خاک اوڑھنا اب مرا خاک بستر آہ
نہ ہوا کے سرد جھونکو مرے دل کو تم ستاؤ — کہ تمہاری ہر ادا اب مرے واسطے بلا ہے

تھا جب نصیب میں اب زمانہ غائب — نہ وہ میں ہی رہی اب وہ خوش زمانہ وہ رہا ہے
تجھے کب کی دشمنی تھی تجھے کب کی تھی عداوت — جو تو ہاتھ دھو کے پیچھے مرے آسماں پڑا ہے
مری جان آرزو کو یہ صبا سنا دے جاکر — تری آرزو میں اب تو کوئی جاں سے جا رہا ہے
وہی وجہ عیش عشرت مری جان کے ہیں دشمن — جب سے جدا ہوا تو زمانہ ہی پھرا ہے
مجھے کس پہ چھوڑ کر تو ہوا ہائے مجھ سے رخصت — مجھے تو ہیں بلاوے مری جاں جہاں گیا ہے
تو بیا کہ بیقرارم تو بیا کہ زندہ مانم — ترا درد دل میں رہ کر مرا دل دکھا رہا ہے
میں یہیں بھی جا کے پہنچوں مرا یار ہے جہاں — یہی دل کی آرزو ہے یہی میری التجا ہے

تجھے شکوہ ہے تو اپنے ہی نصیب بد کا ہمدم
نہ کسی سے ہے شکایت نہ کسی کا کچھ گلا ہے

تحقیق آریا

مصنفہ

عالیجناب مولینا مولوی پادری سلطان محمد پال خاں صاحب فاضل عربی

پر

ریویو

نمبر سوم

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ایچ۔ بی۔ ایل ایل ایتھ۔ ایل۔ پی۔ ایم۔ قصور۔ کوٹ پیراں۔ ضلع لاہور)

ہندوستان کے فرقہ آریہ سماج کے بانی مبانی دیانند جی کا قول ہے کہ اس کے پہلے اس ملک کا کچھ بھی نام نہ تھا اور نہ کوئی آریوں سے پہلے اس ملک میں

بستا تھا کیونکہ آریہ لوگ ابتدائے عالم میں کچھ عرصہ کے بعد تبت سے سیدھے اس ملک میں آ رہتے تھے؟

اب دیانند جی کی ایسی تواریخ دانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تواریخ کی ابجد سے بھی واقف نہیں تھے بالفرض اگر آریہ تبت ہی سے آئے تھے تو وہاں کی رسومات یا کم از کم وہاں کی زبان کے چند الفاظ ہی اپنے ہمراہ ضرور لائے ہوتے۔ چونکہ ان باتوں کے وجود پر تاریخی شہادت قطعی نادارد ہے اور علم فلالوجی بھی خاموش ہے۔ لہٰذا یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ آریا لوگ ہند کے شمال سے آئے ہوئے مسافر خانہ بدوش تھے۔ جو یہاں کے اصلی باشندوں سنتھال بھیل گونڈ۔ کول۔ دراوڑ وغیرہ وغیرہ کو تہ تیغ کرکے اور ان کو دکن کے پہاڑوں کی طرف ۔ ۔ ۔ بھگا کر اور بعض کو تابع و اسیر کرکے اور ان کی عورتوں سے شادی کرکے ان کو خدمتگار اور غلام کا خطاب دیکر خود آقا اور سا فضل بن بیٹھے تھے۔

دیانند جی نے آریوں کی اصلی سکونت گاہ کے بارے میں محض ایک عقلی اور قیاسی ڈھکوسلہ پیش کرکے اپنی دانست میں علمائے یورپ کی تاریخ دانی پر عمداً پردہ ڈالنا چاہا تھا۔ تاکہ لوگ ویدوں کی ازلیت و اصلیت سے کہیں بدظن نہ ہو جائیں اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے۔ یا وہ واقعی تاریخ دانی میں محض کورے ہی تھے اور عام ہندوؤں کی طرح اپنے باپ دادوں اور استاد کی تقلید کے پابند ہوکر خیالی اور محض ڈھکوسلہ پیش کر دیا۔ کوئی تاریخ ہند تو پاس تھی ہی نہیں کہ ٹھکانے کی بات کہتے۔ ان عقلی اور قیاسی اور خیالی ڈھکوسلوں کے اصلی وجوہ اور حقیقی اسباب یہی ہیں کہ قدیم ہندوؤں کو افسانہ سازی کے سوا تاریخ نگاری کا شوق ہی نہیں تھا اور نہ انہوں نے قدیم ہند کی کوئی تاریخ ہی لکھی تھی۔ تمام مورخین متفق الرائے ہیں۔ کہ قدیم ہند کی تاریخ پر ظلمت کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ اور قدیم ہند کوئی تاریخ قابل مطالعہ نہیں رکھتا اور نہ کوئی تاریخی مواد ہاتھ آتا ہے۔ چنانچہ بڑے لائق مورخ ہند سابق گورنر بمبئی الفنسٹن صاحب رقمطراز ہیں کہ

”جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کوئی کیسی جاہل اور اکھڑ قوم کیوں نہ ہو اکثر اپنے آباؤ اجداد کے حالات کی کوئی نہ کوئی کتاب رکھتی ہے تو کمال تعجب اس بات سے ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے پاس باوجودیکہ وہ نہایت عمدہ شائستگی اور تربیت کے درجہ پر پہنچ گئے تھے کوئی کتاب تاریخ سے ملتی جلتی ہوئی کبھی نہیں ہے۔ ہندوؤں کے حالات کی تحریروں میں سے جو کچھ اب باقی ہیں وہ جھوٹی کہانیوں اور مبالغہ آمیز جھوٹے تاریخی واقعات سے ایسی خلط ملط ہیں کہ ان میں سے کوئی مسلسل تاریخ نکلنے کی توقع نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کسی عام واقع کی تاریخ سکندر کی یورش کرنے کے پہلے قائم ہو سکتی ہے اور نہ کوئی مسلسل بیان ہندوؤں کے حالات کا ہندوستان پر مسلمانوں کے تسلط کرنے تک لکھا جا سکتا ہے“ (تاریخ ہندوستان ترجمہ اردو مصنفہ الفنسٹن صاحب بہادر جلد اول صفحہ ۱۸)

یہ امر بھی قابل اظہار اور آریا علماء کے لئے باعث ننگ و عار ہے کہ زمانہ حال میں محققین یورپ ہی نے قدیم ہند کی تیرہ و تار تاریخ پر بہت کچھ روشنی ڈالی ہے اور تاریخ ہند کی متعدد کتابیں جن میں زیادہ تر قیاسات سے کام لیا گیا ہے۔ تحریر کی ہیں۔ جن کے بار احسان سے ہمارے ہندو اور آریا صاحبان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ لالہ لاجپت رائے صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ہندوؤں کے لئے شرم کا مقام ہے۔ کہ ان کی تاریخ پر مستند کتابیں انگریزوں نے لکھیں اور خود ہندوؤں نے ابھی تک کافی توجہ اس طرف نہیں دی۔ یہ امر واقعہ ان کی قومی و مذہبی فرض شناسی پر دلالت نہیں کرتا۔

اکثر ہندو یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ قدیم ہندو تاریخ نویسی کی پروا نہیں کرتے تھے وغیرہ (ملاحظہ ہو تاریخ ہند حصہ اول طبع ثانی صفحہ ۱۸) اگرچہ قدیم ہند کی تاریخ کی ایسی ابتر اور بدتر حالت ہے جسے ہم بیان کر چکے اور زمانہ حال کے محققین بھی قدیم ہند کے تاریخی واقعات کی جستجو میں حیران و پریشان اور اپنی ناکامی پر نالاں و گریاں ہیں لیکن ہمارے آریا صاحبان کو اس کا مطلقاً احساس نہیں ہے اور وہ نشۂ قدامت میں اس قدر مدہوش اور سرشار ہیں کہ گویا ان کے رگ و پے میں ۔ ۔ ۔ ابھی تک سوما کا اثر سرایت کئے ہوئے ہے۔ اسی عالم مدہوشی میں ہمارے آریا صاحبان مستانہ وار جھوم جھوم کر یوں نغمہ سنج ہیں کہ ہمارا وطن اصلی تبت ہے اور ابتدائے عالم کے کچھ عرصہ بعد تبت سے سیدھے اس ملک میں بسے تھے اور ہمارے وید اناد (ازلی) اور ہمالیہ پربت پر مہارشی ہزار چشم والے اندر دیوتا سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ اگر ان سرمستان بادۂ قدامت کو علم جیالوجی کے ذریعہ ہی سے یہ معلوم ہو جاتا کہ ہمالیہ مع تبت کے کل کی پیدائش ہے اور تمام دنیا کے پہاڑوں میں سے اس کی سب سے آخری پیدائش ہے تو وہ ان بے سرو پا تخیلات اور بے جا توہمات سے باز آ جاتے۔ اور کسی صورت سے بھی ویدوں کی ازلیت کا راگ نہ گاتے اور نہ یہ کہتے کہ ابتدائے عالم کے کچھ عرصہ بعد تبت سے سیدھے اس ملک میں آ رہتے تھے۔ مگر جو علوم متداولہ کے پیچھے لٹھ لئے پھرتے ہوں ان کو کیا کہا جا سکتا ہے اور کس طرح ان کی رہنمائی کی جا سکتی ہے۔

سخت افسوس ہے کہ ہمارے ملک کے دیانندی آریا صاحبان تاریخی تنقیدوں سے قطعی بے بہرہ ہیں سناتنی تو اپنے آباؤ اجداد کی لکیر پر بلا سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں اور دیانندی آریاؤں نے دیانند جی کی اندھی تقلید پر اپنے عقلی اور قیاسی توسن کو بے لگام بلکہ بے لگام کر رکھا ہے۔ نہ صرف خود فریب خوردہ ہیں بلکہ دوسروں کو بھی بے جا طرفداری اور تعصب سے فریب دیتے ہیں کہ آریا شروع عالم کے کچھ عرصہ بعد تبت سے ہند میں وارد ہوئے تھے؟ حالانکہ محققان یورپ کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تبت

دیکھو صفحہ ۱۱

نور افشاں

مطبوعہ ۔ ۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء

دوستوں سے باتیں

ہمیں یہ معلوم کر کے کمال مسرت ہوئی ہے ۔ کہ نور افشاں کے دیرینہ نامہ برداروں میں سے مولینا مولوی حشمت اللہ صاحب حشمت قصوری اپنے ضروری کاروبار کی انجام دہی میں ہی نور افشاں کی خدمت میں پھر آمادہ و تیار ہو گئے ہیں ۔ آپ سہارنپور میں مدرسہ علم الٰہی کا کورس ختم کر کے قصور میں قیام پذیر ہوئے نئی جگہ قیام فرما ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ تک آپ کو بھی اور اپنے خاندان کی اور مسیحی خدمت کی غیر معمول فکر رہی ۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ قصور میں نہایت قابلیت کے ساتھ مسیحی خدمت کو انجام دیتے رہے ۔ اب قلیل فرصت پا کر آپ نے تحریر کا کام پھر شروع کر دیا ہے ۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ناظرین کرام آپ کی عالمانہ و فاضلانہ تحریرات سے اب سے آگے کو ضرور فائدہ اٹھاتے رہیں گے

ڈاکٹر چوہدری غلام حید صاحب کی توجہ بھی پھر نور افشاں کی طرف مبذول ہوئی ہے گو ہنوز آپ نظمی کلام سے ہی نور افشاں کے کالموں میں ظاہر ہوئے ہیں ۔ مگر ہمیں جناب سے مضامین کی زیادہ امید ہے نور افشاں کو آپ جیسے قادر القلم کے مضامین کی بہت زیادہ ۔ ۔ ۔ ضرورت ہے ۔ آپ اس ضرورت کو ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ مصوری کے عطیہ کے لئے شکریہ قبول فرمایئے ۔ اپنی خیریت سے آگاہ کرتے رہئے

بابو ری واعظ صاحب اور پادری پریم داس حضرت منشی دیانتی خیر اللہ صاحب کی غیر معمول خاموشی کا سبب نہیں جانتے ۔ خدا ان بزرگوں کو صحت و تندرستی بخشے ۔

صاحبان بولئے ۔ خاموشی کے لئے بہت زمانہ ہے ۔ جو آپ کے بولنے سے نہیں گھٹیگا ۔ ایک سیکنڈ کم نہیں ہوگا

ہمیں خانصاحب طالب الدین صاحب سے یہ معلوم کر کے کمال خوشی ہوئی کہ کھنہ وال مسیحی آشرم کا کام نہایت خوبی سے چل رہا ہے ۔ خدا آپ کی مسیحی خدمات پر برکت بخشے اور انہیں پائداری عطا فرمائے ۔ آمین

قربانی اور کفارہ کا تعلق

ہمعصر الفضل نے ۹ جولائی کی اشاعت میں "قربانی اور مسیحی کفارہ میں فرق" کے عنوان سے بحث کی ہے ۔ آپ نے قربانی اور کفارہ کے متعلق لکھا ہے ۔

"مسیحی صاحبان کفارہ کی تائید میں یہ بیان کیا کرتے ہیں کہ دیکھو تم بھی قربانیاں کرتے ہو ۔ ایک بکرا یا بقرہ ذبح کرتے ہو اور شفا تمہارے مرض کو ہو جاتی ہے ۔ اگر کفارہ صحیح نہیں اور یہ بات درست نہیں کہ تکلیف ایک تو برداشت کرے اور آرام دوسرے کو ہو تو اس طرح تمہاری قربانی بھی لغو جاتی ہے ۔ لیکن تم مانتے ہو کہ ذبح جانور کئے جاتے ہیں اور ثواب تمہیں ہوتا ہے اسی طرح مسیح ہمارے لئے قربان ہوا ۔"

اگر بیان مافوق کو مسیحیوں کا بیان تسلیم کر لیا جائے تو یہ ایک نہایت مختصر اور ناقص و ناتمام بیان ہے جس میں کسی مسیحی کا حوالہ نہیں دیا گیا ۔ نہ کسی کتاب کا حوالہ مذکور ہے ۔ راقم مضمون نے اس بیان کو اس وجہ سے ادھورا نقل کیا ہے تاکہ اسے جواب دینے میں سہولت اور مسیحی کفارہ پر اعتراض اٹھانے میں آسانی ہو جائے ۔ پر اس پر بھی آپ جواب دیتے ہوئے قربانی کی قدر و منزلت کا صفایا کر بیٹھے ہیں ۔ آپ اعتراض مافوق کا جواب حسب ذیل لکھتے ہیں ۔

"اسلامی قربانیوں سے یہ مراد ہوتی ہے کہ انسان اپنی ایک محبوب چیز اپنے پاس سے جدا کر کے خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور ثابت کے اظہار کے لئے کہ خدا کی راہ میں وہ ہر ایک چیز قربان کرنے کو تیار ہے چاہے اسے وہ چیز کتنی ہی محبوب کیوں نہ ہو ۔ اور اس قربانی کا اثر قربانی کرنے والے پر پڑتا ہے ۔"

جائے غور ہے کہ انسان کی محبوب چیزوں کے مدارج ہیں ۔ انسان کے والدین ۔ بھائی بہن ۔ جورو بچے ۔ انسان کی اپنی ذات ۔ زمین ۔ سونا چاندی اور گھر بار کھیتی باڑی ۔ اقسام اناج ۔ گائے بھینس ۔ اونٹ ۔ گھوڑے بیل گدھے ۔ بکری بھیڑ وغیرہ مگر ۔ ۔ ۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے عموماً بھیڑ بکری کی ہی قربانی ہوا کرتی ہے ۔ قربانی کرنے والوں نے خدا کی راہ میں کبھی اپنی ملکیت کی ہر ایک چیز خدا کی راہ میں قربان کر کے نہ دکھائی ۔ ادنے جانور قربان کرنے پر ہی کفایت ہوتی رہی اور اعلےٰ اور قیمتی چیزیں عموماً خدا کی رضا جوئی حاصل کرنے کے لئے قربان کرنے سے بچائی جاتی رہی ہیں ۔ بکری بھیڑ سے انسان کو جس قدر محبت و انس ہے وہ بیان کا محتاج نہیں ۔ لاکھوں ہر روز ذبح ہو کر انسان کے پیٹ میں جاتی ہیں ۔

خدا کی راہ کی بھی ایک ہی کہی ۔ قربان شدہ جانور تو خدا رضا جوئی کے لئے خدا کی راہ میں دیئے جاتے ہیں ۔ مگر پھر قربانی کرنے والے ہی ان مذبوح جانوروں کو ہانڈیوں یا دیگوں میں پکا کر خود ہی کھا لیتے ہیں ۔ معلوم نہیں کہ قربانی کرنے والوں نے خدا کی رضا جوئی کے لئے خدا کی راہ میں خدا کو کیا دیا ؟ اگر کچھ دیا تھا تو دیکر خود ہی کھا پی لیا ۔ کیا خدا کی راہ میں دینے کے یہی معنے ہیں ؟ جو لوگ قربانی میں خدا کی راہ میں بھیڑ بکری دے کر اسے لیکر خود ہی کھا پی لیتے ہیں ۔ ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ خدا کی راہ میں اپنی قیمتی سے قیمتی چیزیں دے سکیں ؟ ایسی قربانی کا قربانی کرنے والے پر صرف اس قدر اثر ہو سکتا ہے کہ اس نے قربانی کے نام سے ایک دو جانور ذبح کر کے گوشت خوب پیٹ بھر کر کھا لیا اور اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کو کھلا دیا ۔ یہ تو قربانی کے نام کی ایک دعوت ہوگی

اگر ایسی قربانی سے اللہ کی رضاجوئی حاصل ہوسکتی ہو تو ہر ایک چیز سے جو انسان کے شکم میں جاتی ہے اللہ کی مقبولیت حاصل ہوسکتی ہے۔ پھر قربانی کی کیا خصوصیت رہی؟

مزید براں آپ لکھتے ہیں کہ

ہماری قربانی میں شعور نہیں ہوتا وہ بے شعور ہوتی ہے۔ اس میں صرف حیوانی شعور ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ چیختی ہے۔ کیونکہ حیوانوں میں صرف یہ شعور ہے کہ وہ اپنے آپ کو جہاں سے انہیں دکھ تکلیف پہنچے بچائیں۔ لیکن مسیح تو بقول آپ کے خدا تھے۔ پھر ایسی جزع فزع کی کیا ضرورت تھی۔ اس قربانی سے تو بڑھکر مولوی نعمت اللہ خاں صاحب شہید کی قربانی ہے کہ باوجود پتھر کھا کر جان دینے کے نہیں گھبرائے۔ بڑی بہادری سے آخری دم تک احمدیت کے عقائد حقہ کی اشاعت کرتے رہے اور بڑی خوشی سے انہوں نے جان دی الخ

اس تمام خارج از بحث باتوں کا جواب اس قدر ہو کہ مولوی نعمت اللہ خانصاحب کی قربانی بقول آپ کے اس وجہ سے قربانی نہ تھی کہ آپ کی قربانیاں بے شعور ہوتی ہیں اور بے شعوری میں جزع فزع کو دخل نہیں۔ جزع فزع شعور اعلے کا ثبوت ہے۔ جہاں جزع فزع کا اظہار نہیں وہاں بے شعوری ہے۔ پس آپ کی قربانیاں یا احمدیت کی قربانیاں قربانیاں نہیں ہیں۔ کیونکہ ان میں شعور اور جزع فزع کی نفی پائی جاتی ہے۔ مگر قربانی میں ان دونوں باتوں کی ضرورت ہے جیسا کہ بفضل خدا ثابت ہوگا۔

آخر میں غور فرمایا جائے کہ الفضل نے "قربانی اور مسیحی کفارہ میں فرق" کا مضمون شائع فرما کر احمدیت کی قربانیوں کی بھد کرائی۔ ناظرین غور فرمائیں کہ الفضل احمدیت کی قربانیوں کو بے شعور اور جزع فزع سے خالی بتلا کر قربانی کی اصلیت ہی سے ہاتھ دھو لئے اور کفارہ کی قربانی میں شعور اور جزع فزع کی حقیقت تسلیم کر کے اس کی بنیاد کو محکم کر دیا اس پر نہایت سادگی سے لکھتا ہے۔

کیونکہ اس کے صلیب پر دیئے جانے سے انسان کو اپنے پاس سے کوئی چیز جدا نہیں کرنی پڑی۔ ہاں خدا کو اپنا اکلوتا بیٹا قربان کرنا پڑا اس لئے مسیح کی قربانی سے عملی طور سے کسی انسان پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ نیز ایسی قربانی تسلیم کرنے سے انسانوں کو کوئی محنت برداشت نہیں کرنی پڑتی؛

ہم اس پر بھی ایک حد تک صاد کرتے ہیں یسوع مسیح کے دشمن یہود نے یہی سمجھا تھا کہ یسوع مسیح کو صلیب دینے سے اپنے پاس سے کچھ دینا نہیں پڑتا نہ کوئی اچھی چیز جدا کرنا پڑتی ہے۔ خدا کا بیٹا صلیب دیا جاتا ہے ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ نہ اس کا کچھ اثر ہم پر پڑتا ہے۔ پر دنیا کی تاریخ نے ثابت کر دیا کہ یہودیوں کے یہ خیالات باطل تھے۔ قرآن شریف نے انہیں سور اور بندر بنا دکھایا۔ لعنت کے ماتحت چھوڑ دیا۔ پس ہمیں تو ان لوگوں کے انسان ہونے میں بھی شبہ ہے جو کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کے مصلوب ہونے سے انسان کو اپنے پاس سے کوئی چیز جدا نہیں کرنی پڑی وغیرہ۔ ورنہ آج کے دن ۵۰ کروڑ بنی آدم اس کے خلاف گواہ موجود ہیں جو مانتے ہیں کہ یسوع مسیح کے مصلوب ہونے میں انسانوں نے نہایت بیش قیمت شخصیت کو اپنے سے جدا کیا ہے۔ اس کے مصلوب ہونے سے ان زندگیوں پر نہایت گہرا عملی اثر پڑا ہے۔ انہوں نے اس کے صلیبی دکھوں سے کمال درجہ کے دکھ کا احساس کیا ہے۔ (باقی پھر)

حضرت۔ جناب۔ علیہ السلام

اشاعت قریبہ میں ہر سہ خطاب ادبیہ وتعظیمیہ مندرجہ عنوان میں کچھ گذارش کی گئی۔ جس میں یہ بات ظاہر و بیان کی گئی تھی کہ اردو لکھنے پڑھنے اور بولنے والے اصحاب بائبل کی واجب التعظیم ہستیوں کے اسماء کے ساتھ الفاظ مذکورہ بالا میں کسی لفظ کو بغرض اظہار ادب وتعظیم استعمال کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج ونقصان نہیں ہے۔ اس کا ترک کرنا سوء ادبی میں داخل ہے۔ کیونکہ اہل زبان نے بائبل کے انبیاء کا نام بغیر ان ادبی الفاظ کے اضافہ کے... ... لکھنا یا بولنا بے ادبی میں شمار ہے۔ آج اسی عنوان پر کچھ زیادہ گذارش کرتے ہیں۔

ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ عنوان بالا پر بحث ہمارے فاضل دوست مسٹر بھنوٹ نے بے فائدہ اٹھادی ہے۔ آپ اپنے دعوے کو کسی طور سے ثابت نہیں کر سکتے ہیں۔ ہر ایک زبان میں ادبی اور تعظیمی الفاظ و جملے ہوا کرتے ہیں۔ انگریزی زبان میں بھی ایسے الفاظ موجود ہیں۔ اردو کو انگریزی زبان کا ہمپلہ بنانے کے لئے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ اردو کے الفاظ ادبیہ وتعظیمیہ کو جھاڑ ڈالا جائے۔ مسیحیوں کی اردو کوئی خاص قسم کی اردو نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ مسیحیوں کو عام طور سے اردو سے سروکار ہی کچھ نہیں ہے۔ وہ اردو لکھنے، پڑھنے اور بولنے کو ترک کرنا بہتر خیال کرتے ہیں۔ صرف انگریزی خوانی کو ہی معیار علمیت سمجھتے ہیں۔ ایسے حال میں آپ کا اردو کی اصلاح میں پیش قدمی کرنا مسیحیوں کے لئے عبث و بیکار سا معاملہ ہے۔ اس پر بھی آپ اردو علم ادب کی اصلاح کے لئے نکلے ہیں۔ ہم نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ ہم آپ کو اور آپ کے ہم خیالوں کو بتلا دینا چاہتے ہیں کہ آپ کا ہرگز یہ حق نہیں کہ آپ اردو لکھتے اور بولتے وقت بائبل کے انبیاء کا نام بغیر ادبی وتعظیمی الفاظ کے لکھیں بائبل میں بلاشک انبیاء و مرسلین کے نام بغیر کسی ادبی اور تعظیمی خطاب کے آئے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بائبل میں خدا کو متکلم اور انبیاء و مرسلین کو مخاطب مانا گیا ہے۔ خدا بزرگ و برتر کا انبیاء و مرسلین کو ان کے ناموں سے پکارنا ہی مناسب تھا پر ہم اردو بولنے اور لکھنے والے کون ہیں کہ اپنی زبان میں الفاظ ادبیہ وتعظیمیہ رکھتے ہوئے ان کا نام گھریلو نوکروں کی طرح لیوئے۔ [illegible]

وغیرہ لکھیں۔ اُن کے آگے پیچھے الفاظ ادب نہ لکھیں اُردو خواں اور اُردو داں اصحاب ہمیں بے ادبی کے مرتکب قرار دیئے بغیر نہیں رہینگے۔

ہمارے نزدیک بادشاہ خواہ کسی قوم ومذہب کا ہو "مسیح" مانا جاتا ہے۔ اور ہر ایک قوم کے نزدیک اُس کا بادشاہ غیرفانی ہے۔ ہمارا بادشاہ یعنی جو قیصر ہند اور انگلینڈ کا بادشاہ ہے غیرفانی مانا جاتا ہے جو اپنی سلطنت کی اقوام کے لئے امن وسلامتی دینے والا ہے۔ ہماری گیت کی کتابوں میں ایک گیت موجود ہے جسے آپ بچپن سے گاتے آرہے ہیں اُسکا شروع "بادشاہ وسلامت ہو" سے ہوتا ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ گیت کفر اور بادشاہ کی تحقیر کا باعث ہے۔ کیا آپ یا آپ کے ہمخیال اس گیت کو گیت کی کتاب سے نکلوا سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو مسیح پر سلامتی بھیجنا مسیح کی تکفیر وتحقیر کیسے ہوگیا؟

خداوند یسوع مسیح آپ کی اُردو بولنے والی قوم میں پیدا نہیں ہوا وہ جس قوم میں پیدا ہوا وہ آرامی اور عبرانی بولنے والی قوم تھی جس کا علم ادب ہزاروں سال سے اپنا تھا۔ اس میں دو آدمیوں کا باہم ملنا بغیر باہمی سلام کرنا ناممکن تھا۔ وہ سلام کہکر ہی ایک دوسرے پر اپنا دوستانہ وخیراندیش ہونا ظاہر کرکے آگے کلام کیا کرتے تھے۔ اور گفتگو کرنے کی بسم اللہ ہی شالوم الیخم والیخم شالوم تھی۔ جو عربی میں سلام علیکم۔ وعلیکم السلام مشہور ہے۔ یسوع مسیح جس کا ہزارہا ہزار لوگوں سے واسطہ پڑا اسی سلام کا استعمال کیا کرتا تھا اور دوسرے جواب میں اُس پر ضرور سلام بھیجا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو لوقا ۲۴: ۳۶ و ۷: ۵۰ وغیرہ کو۔ پس جبکہ خود یسوع مسیح لوگوں کو سلام کیا کرتا تھا تو کیا یسوع مسیح کے شاگرد ہی ایسے بے ادب تھے کہ اُس کا جواب الیخم شالوم کہکر نہ دیا کرتے تھے؟

آپ کو کسی بے خبر نے علیہ السلام کے معنے "اُس پر سلامتی ہو" کے بتلائے ہیں۔ بندہ پرور علیہ السلام کے معنے اُس پر سلام ہوتے ہیں۔ یہ الیخم شالوم کا عربی ترجمہ ہے۔ یہ ایک عجیب قسم کا معاملہ ہے کہ اُردو لکھنے والے یسوع مسیح پر سلام بھیجیں یہ وہ سلام آپ کے نزدیک اور آپ کے ہم خیالوں کے نزدیک خداوند کی تکفیر وتحقیر سمجھا جائے۔ یہ ادب شناسی تو آپ پر ختم ہے مگر سب لوگ آپ کے ہمخیال نہیں ہوسکتے ہیں۔

آپ کا یہ فرمانا بھی بالکل غلط بلکہ اغلط ہے کہ یسوع مسیح سلامتی کا محتاج نہیں۔ کیونکہ جن لوگوں نے یسوع مسیح کے نام کے ساتھ علیہ السلام کا جملہ تجویز کیا ہے وہ بلاشک یسوع مسیح کی نبوت وبشریت کے ہی معتقد ہیں۔ مگر ہم بھی یسوع مسیح کی بشریت کے منکر نہیں ہیں۔ وہ بشریت تا حال سلامتی کی محتاج ہے۔ پس اُسکی بشریت کے اعتبار سے اگر ہم یسوع مسیح کے مبارک اسم پر علیہ السلام کا جملہ بڑھا دیں تو اس میں یسوع مسیح کی الوہیت کی کسرشان کا خیال پیدا کرنا بھی۔ آپ ہی کا کام ہے ورنہ اس میں بھی کسرشان کی کوئی بات نہیں مل سکتی۔

آخر میں ہم اپنے دوست کو یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے روزانہ گناہوں کے ہاتھوں سے ہماری روزانہ باہمی مخالفتوں اور خودغرضیوں کے ہاتھوں سے ہماری دنیا پرستیوں اور عیاریوں کے ہاتھوں سے۔ ہماری بیجا دشمنیوں اور کینہ ورزیوں کے ہاتھوں سے مبارک یسوع مسیح ہمیشہ صلیب دیا جاتا ہے۔ ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے اُسے ہمیشہ صلیبی دکھوں میں مبتلا رہنا پڑتا ہے۔ اگر ایسے حال میں . . . . مبارک یسوع مسیح کے اسم مبارک کے آخر میں علیہ السلام کا جملہ بڑھانا موزوں نہ سمجھا جائے تو ادب وموزونیت کا خاتمہ سمجھو۔

ایک طرف اسبات کا شور مچایا جاتا ہے کہ ہمیں انگریزی سے ہٹکر موافقانہ روش اختیار کرنا چاہئے۔ مسیحیوں کے مدارس کو ہندو مسلمانوں کے مدارس کے ساتھ ملا دینا چاہئے۔ اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔ دوسری طرف جناب حضرت علیہ السلام کے خطابات سے انتقاد نفرت کا اظہار کہ انہیں غیرموزوں اور بھونڈا سمجھا جائے اور مسلمانوں کی کورانہ تقلید قرار دیا جائے۔ خیال تو فرمائیں کہ اس میں کس درجہ کی موافقت اور کس درجہ کا اعلےٰ اخلاق ظاہر کیا جاتا ہے۔

بھلا یہ کیوں ہے؟ اس وجہ سے کہ ہم بائبل کے علم ادب تک آج تک پہنچے ہی نہیں۔ عبرانیوں کے علم ادب کو کھو کر غیرعبرانیوں کے علم ادب سے مانوس ہوتے آئے حتیٰ کہ اُردو داں ہونے کے دن تک غیرعبرانیوں کا علم ادب بھی ہاتھ سے دے بیٹھے۔ اُردو میں عبرانی علم ادب کی رعایت دیکھکر اسے مسلمانوں کی کورانہ تقلید فرما بیٹھے اُردو کے ادبی جملوں سے اُردو کو پاک کرنا ایک اعلےٰ خدمت خیال کر بیٹھے۔ گویا ہمارے لئے اور کوئی کام ہی نہ رہا کہ ہم اپنی خداداد لیاقت سے اُسے انجام دیویں۔ اس لئے "علیہ السلام" وغیرہ ادبی جملوں کو ہی محاذ جنگ بنا لیا واقعی مسٹر بھوت نے نہایت اعلیٰ خدمت کو انجام دینے کا قصد فرمایا ہے کہ مسیحیوں کو مسلمانوں کی کورانہ تقلید سے نجات بخشیں۔

اللہ کی شان جو صدیوں تک دنیا کی نظر میں اعلیٰ نمونے بنے رہے جنکی کورانہ تقلید سے زمانہ حال کی مہذب اقوام نے تہذیب وشائستگی میں بیداری حاصل کی۔ جو آجتک دنیا کی زندہ اقوام میں شمار کئے جارہے ہیں۔ اُنکی کورانہ تقلید آج ہمیں جو انگلیوں پر شمار کئے جاسکتے ہیں غیرموزوں اور بھونڈی معلوم ہوتی ہے۔ بیشک ہمیں بھونڈی معلوم ہوتی ہے جنکا اپنا علم ادب ہی کوئی نہیں۔ دوسروں کی جیا جیا پر مونچھیں منڈائے پھر رہے ہیں۔

ہم نے صفائی سے لکھا کہ اگر کسی مسیحی کو "علیہ السلام" وغیرہ کا جملہ یسوع مسیح کے مبارک نام کے آگے پیچھے لگانا بُرا معلوم ہو تو وہ نہ لگائے۔ پر اگر کوئی لگاتا ہے تو ازروئے زبان اُردو وہ بُرا نہیں کرتا۔ پر آپ اسے کفر خیال کرکے اس کے کفر ہونے کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ غیرموزوں ہے بھونڈا ہے۔ مسلمانوں کی کورانہ تقلید ہے۔ اس سے اُردو

زبان کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔ یہ جملہ دلائل آپ کے ہے اور آپ کے ہمخیالوں کے لئے کچھ وزن رکھتے ہونگے۔ ورنہ جو کچھ ان کی قدر و توقیر ہے اس کی حقیقت و اصلیت ظاہر ہے یہ محض تنگ خیال کا اظہار ہے۔

پنجاب کرسچن کانفرنس کی طرف سے طالبان زمین کو اطلاع

ہمعصر مسیحی لکھتا ہے کہ لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جس زمین کے لئے ہم گوالیار میں کوشش کر رہے تھے وہ سلسلہ اب بند ہو گیا ہے۔ ریاست والوں نے صرف ایک ماہ کی مہلت دی تھی۔ چونکہ اس عرصہ میں پورا انتظام نہ ہو سکا اور نہ لوگوں نے پوری توجہ دی۔ اسلئے ریاست والوں نے انکار کر دیا ہے۔

دوم۔ ریاست کوٹہ بوندی میں جو زمین ہے اس کے شرائط ایسے دلکش معلوم نہیں ہوتے کہ لوگوں کو وہاں جانے کے لئے اُبھارا جائے۔ لہٰذا اس معاملہ کو بھی ہم تقریباً چھوڑ چکے ہیں۔ **لیکن کانفرنس زمین کے لئے اپنی کوشش کو نہ چھوڑیگی اور جب کوئی عمدہ صورت خرید اراضی کی نکلیگی کانفرنس باقاعدہ سکیم کو قوم کے سامنے پیش کریگی۔** (مسیحی)

اعزازی فہرست

اس سال کی اعزازی فہرست میں جو تیسری جولائی کو بوقت سالگرہ شہنشاہ معظم شائع ہوئی ہے اس میں بفضل خدا پانچ مسیحیوں کے نام نامی اور اسماء گرامی شامل ہیں۔ ان میں دو مسیحی جنٹلمین اور تین خواتین ہیں مسیحی جنٹلمین میں ہر دلعزیز پادری پیٹرسن صاحب مشنری سکاچ مشن پنجاب ہیں جنکو او۔ بی۔ ای کا معزز خطاب عطا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسٹر ولیم گولکناتھ صاحب کو جو سکریٹری ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر کے عہدے پر مامور تھے ایم۔ بی۔ ای کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔ مسیحی خواتین میں سے دہلی کی مسز اونیلا بالا چیٹرجی صاحبہ کو درجہ دوم کا تمغہ قیصر ہند ملا ہے۔ دوم۔ مس گرینفیلڈ صاحبہ کو مری کو بھی درجہ دوم کا تمغہ قیصر ہند ملا ہے۔ سوم مس ایلنس صاحبہ بٹول ضلع گوڑگانواں کو بھی درجہ دوم کا تمغہ قیصر ہند عطا ہوا ہے ہم ان واجب التعظیم ہستیوں کی سرفرازی پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

ایف۔ ایس سی کا سالانہ امتحان

امسال کے ایف۔ ایس۔ سی کے امتحان میں تین مسیحی نوجوان کامیاب ہوئے ہیں۔ ان میں سے اول مسٹر کاشی ناتھ دت ہیں جو ۳۶۰ نمبروں کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ دوسرے مسٹر پرویز اسمٰعیل ہیں جو ۳۰۵ نمبروں کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ تیسرے سکارل سموئیل لعل ہیں جو پانچ نمبروں کی کمی سے درجہ دوم میں کامیاب ہوئے۔ ہم تینوں نوجوانوں کو اُن کی کامیابی پر مبارکبادی کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔

انتقال پُرملال

(۱) ہم سخت افسوس کے ساتھ اس خبر وحشت اثر کو شائع کرتے ہیں کہ گذشتہ ماہ مسٹر ایس۔ این چیٹرجی ملتان کی نہر میں غسل کرتے ہوئے پانی کی لہر میں ڈوب کر انتقال فرما گئے۔ آپ ہمارے واجب التعظیم مرحوم پروفیسر گولکناتھ چیٹرجی صاحب ہوشیارپوری کے دوسرے ہونہار صاحبزادے تھے۔ ہمیں مرحوم کے جملہ عزیز و اقارب سے دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ خداوند آپ کے جملہ عزیز و اقارب کو تسلی اور صبر عطا فرمائے۔

(۲) افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ بابو دیوی دتا صاحب والد بزرگوار پادری پی۔ ڈی۔ پال صاحب جو لاہور پریسبٹری کے لائسنشیٹ تھے اور ہوشیارپور مشن فیلڈ میں خداوند کی خدمت کرتے رہے اور تقریباً ۴۰ برس تک اس خدمت کو وفاداری سے انجام دیتے رہے وہ ۱۵ جولائی ۱۹۲۹ء کو رحلت کر کے خداوند میں سو گئے۔ آپ ہوشیارپور اے۔ پی مشن کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ ہم مرحوم کے بال بچوں سے دلی ہمدردی کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا انہیں تسلی عطا فرمائے۔

خوش باش

یہ ہفتہ وار اُردو اخبار مسٹر پیارے لال قمر میرٹھی کی زیر ادارت دریاگنج دہلی سے نہایت آب و تاب سے نکلا ہے۔ جس میں العصر کو بھی شامل کیا گیا ہے ضخامت ۱۶ صفحہ کی ہے۔ لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ مضامین نہایت اعلےٰ ہیں قیمت سالانہ مبلغ چار روپیہ رکھی گئی ہے۔ ہمیں امید کہ یہ پرچہ اخباری دنیا میں جلد مقبولیت عامہ حاصل کریگا۔ شائقین پتہ مافوق سے طلب فرمائیں۔

پادری احمد شاہ صاحب کشمیر میں اور پیغام صلح کی سخت بے قراری

ہم یہ بات خوشی سے مانتے ہیں کہ ہمارے بزرگ پادری احمد شاہ صاحب اور ان کے بال بچوں کا کشمیر میں قیام کشمیری مسلمانوں کے لئے ایک تعجب خیز امر ہوگا۔ ان کے جو بچے کشمیر میں کام کرتے ہیں اُنکی زندگی کا بھی لوگوں پر کچھ نہ کچھ اثر پڑا ہوگا جسکی وجہ سے لوگ اُن سے مانوس ہونگے۔ اُن کی مسیحی زندگی سے متعجب ہونگے۔ لوگ بزرگ پادری صاحب کو ایک طویل عرصہ کے بعد اپنے درمیان دیکھکر اُن کی زیارت کو آتے ہونگے۔ پادری صاحب بھی مقدور بھر اُن سے بات چیت کرتے ہونگے اور پیغام صلح کے حامی لوگوں کو اُن کے پاس جانے سے روکتے روکتے عاجز اور کھسیانے ہو گئے ہونگے



ان کی تائید نہ ایسی شخص کی تحریروں نے پروا نہ کی ہوگی لیکن ان جملہ امکانات کی موجودگی میں پیغام صلح کا جناب پادری احمد شاہ صاحب کو "امہات المومنین" کا مصنف بتا کر ذیل کی عبارت میں واویلا کرنا آپ کا ایسا بے بنیاد بیان ہے جسکی مثال صرف مرزا جی کا مسیحائی کا دعوےٰ کرنا یا جناب خواجہ کمال الدین صاحب کا بنا بیچ اسیحیت کو اثنا عشیریں کا جواب قرار دینا ہی ہو سکتی ہے۔ مندرجہ ذیل بیان کا ملاحظہ ہو۔ ایڈیٹر

جس طرح تاخت و تاراج کے لئے مسیحیت نے بھی وہی میدان منتخب کیا ہے۔ جس پر تہذیب مہا سبھا اور شدھی سبھا نے آنکھ لگا رکھی ہے۔ شدھی سبھا نے بھی اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے کشمیر کا سرسبز خطہ تجویز کیا تھا۔ اور آج عیسائی پادریوں نے بھی عملی کام وہیں سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی بد قسمتی سے اسلام کا مشہور دشمن "امہات المومنین" کا مصنف پادری احمد شاہ جو سری نگر کشمیر کا رہنے والا ہے۔ عمر کی اسی منزلیں طے کر کے اب پھر اپنے قدیم وطن معہ اپنی ذریات کے پہنچ گیا ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے کشمیر ہی میں مقیم ہو گیا ہے۔ یہ وہی احمد شاہ ہے اور وہی اسکی کتاب امہات المومنین ہے جسکا جواب سر سید احمد خاں صاحب مرحوم اور کئی دیگر علماء نے لکھا تھا۔ اسلام کا یہ دیرینہ دشمن بوجہ کشمیری النسل ہونے کے مسلمانان کشمیر کی حقیقی کمزوریوں سے خوب واقف ہے۔ اس لئے اس کو یقین ہے کہ ایک ایسا خطہ جو بے علمی کی وجہ سے جہل مرکب میں مبتلا ہے جو افلاس کی وجہ سے ننگا بھوکا ہے اور جو خانہ جنگیوں۔ فرقہ بندیوں اور خود غرضیوں کی وجہ سے سارے ہندوستان میں بدنام ہے اسکی مذہبی جولانیوں کے لئے وسیع میدان بن سکتا ہے چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ مشن سکول کی بعض مسلمان لڑکیوں کو یہ کہکر کہ سید احمد شاہ گیلانی ایک مشہور سید اور بزرگ اور پیر ہیں۔ ان کے وعظ سنائے جاتے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس مصنوعی پیر کے خطرناک وعظوں کا کل کیا نتیجہ نکلیگا۔

اس سے زیادہ المناک بات یہ ہے کہ پادری احمد شاہ کا ایک لڑکا جوشن ہائی سکول سری نگر میں مدرس ہے۔ اس سکول کے مسلمان طلبہ پر خوب ڈورے ڈال رہا ہے اور انہیں اپنے دام میں پھانسنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سری نگر میں عام طور پر مشہور ہے کہ اس سکول کے بارہ مسلمان طلبہ اس ماسٹر کے مکان پر جاتے ہیں اور وہاں جا کر چاء نوشی کرتے ہیں۔ ان لڑکوں میں اکثر وہ کے مشہور پیروں اور مولویوں کی اولاد ہیں اور عنقریب عیسائی ہونے والے ہیں اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے اسلامیہ زنانہ مڈل سکول کی ہیڈ معلمہ ایک عیسائی خاتون ہی عورت ہے۔ جس کو مسلمانوں سے فطرتاً کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ اس کے متعلق یہ شکایت ہے کہ وہ نہایت خوش سلیقگی کے ساتھ مسلمان معصوم بچیوں کو پردہ کے مفروضہ نقصانات۔ برقعہ کی خرابیاں اور اسلام کے منگھڑت نقائص بتا کر ان کے دلوں میں زہر بھر رہی ہے۔

گگروش ½

گگروں کی جیلی اور مجرب دوا جسے بار ہا آزما کر مفید پایا اور گگرو نکو دور کرنے کے علاوہ خارش اور سائی کرنے کو بھی نافع ہے ہمارے ایک مسیحی دوست نے تیار کیا ہے قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ (عمر) محصولڈاک علاوہ ہے ملنے کا پتہ۔ ایم کے خان مہان سنگھ باغ۔ لاہور

ضرورت ۲/۲

دفرن ہسپتال کوئٹہ کے لئے ایک نرس اور ایک کمپونڈر کی فوری ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ایک کو ۵۰ روپیہ اور دوسرے کو ۲۵ ماہوار ملیگی۔ یونیفارم دھوبی اور رہایش کے مکان مفت ملینگے تازہ سرٹیفکیٹ اور سند کے ساتھ درخواستیں میڈیکل افسر کوئٹہ کے نام روانہ کی جائیں۔

ناظرین کرام اسے بھی پڑھیں

اکثر دوستوں نے ہمارے اعلان مندرجہ اشاعت ۱۸ جون کے مطابق ہم سے مفت کتابیں حاصل کیں اور ہمیں اظہار تشکر کے خطوط لکھے۔ چونکہ فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے۔ لہٰذا بذریعہ اخبار ہذا ہم اُن سب دوستوں کی مہربانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ بعض احباب نے اُس اشتہار کا غلط مطلب لیا ہے اُس اعلان میں ہم نے صاف لکھ دیا تھا کہ کتابیں **صرف لائبریریوں** کو مفت دی جائینگی۔ اسلئے **شخصی طور پر** کوئی صاحب درخواست نہ کریں چونکہ اس شرط کی اکثر درخواست کنندگان نے پابندی نہیں کی لہٰذا اُن کو مفت کتب نہیں دی گئیں۔ امید ہے کہ وہ ہمیں معذور قرار دینگے۔ کیا ہم یہ بھی امید کریں کہ کوئی اور خدا کا بندہ یہ ہمت کریگا کہ لائبریریوں کو **انسان الماده** اور **تحقیق ادیان** مفت دلائے۔ کیونکہ ہمیں ان دو کتب کے لئے بیس کثرت درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہند میں ایسے دس اہل دل صاحب ثروت مسیحی پیدا ہو جائیں تو ان کتب کے ذریعہ کروڑوں اہل ہند کے دلوں میں مسیحی صداقت کا بیج بویا جا سکتا ہے۔ اٹھو اور حوصلہ کرو۔

خدا نخواہد بشود نامراد گر ہمت شود میسر

نعمان

زار روس کے جواہرات اور تاج و تخت کا کوئی خریدار نہیں

زار روس کا شاہی تاج اور جواہرات برائے فروخت دیگر ممالک میں بھیجے گئے تھے۔ لیکن وہ سب ماسکو میں پہنچ گئے ہیں سمجھا جاتا ہے کہ یورپ بھر میں ان کا کوئی خریدار نہیں مل سکا۔

(عام)

غزل

(ایس - وکٹر - اتنک - دہرہ دون)

جہاں وہ سیم تن جلوہ فگن ہے
چھپاتی شرم سے منہ یاسمن ہے

جو جذبہ اپنے دل میں موجزن ہے
سبق آموز اُس سے کوہکن ہے

علاج درد سے بھاگے ہے کوسوں
زلالِ آفتابِ مضطر کا چلن ہے

دلِ سوزاں سے آہِ سرد نکلی
فلک پر شکلِ انجم شعلہ زن ہے

فغاں دلکش ہے اور نالہ ہے نغمہ
زباں اپنی ہے اور اپنا دہن ہو

گلستاں میں ہے کس کی آمد آمد
کہ محو رقص ہر برگ چمن ہے

دھیوڑ ضعف نے ہم کو ہیں مرگ
گراں لاشے پہ ہر تار کفن ہے

مقدر کا ہو شکوہ اتنک کیسے
کہاں پہلی سی اب تاب سخن ہے

سیالکوٹ کنونشن ۲

۲۲ ستمبر ۱۹۲۶ء ۸ بجے شام سے لیکر ۲۸ ستمبر ۱۹۲۶ء تک
مضمون مسیح میں ہماری فتحیاب زندگی (رومیوں ۸ : ۳۷)
ہماری فتحیاب زندگی صرف مسیح کی طاقت اور مدد سے بسر ہو سکتی ہے مسیح میں جلال کی امید اور ہماری فتحیاب زندگی کو بسر کرنے اور یسوع سے کثرت سے زندگی پانے کے لئے سیالکوٹ کنونشن میں ضرور تشریف لائیے ۔

اگر اور کوئی بات دریافت کرنی ہو تو مندرجہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کریں ۔

ڈاکٹر جے ۔ اے مکانلی صاحب
معرفت پوسٹماسٹر
سرینگر - کشمیر

پریس کمیونک

موجودہ ضابطہ کے مطابق پنجاب میں موٹر گاڑیوں کے مالکوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے واجب الادا ٹیکس کو سرکاری خزانہ میں ادا کریں اور جب وہ سرکاری خزانہ کی رسید افسر لائسنس دہندہ کے روبرو پیش کرتے ہیں تو لائسنس معہ کوپن اُن کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ معلوم ہوا ہے کہ یہ طریق عمل عوام کے لئے موجب تکلیف ہے۔ اس لئے بذریعہ تحریر ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ موٹر گاڑیوں کے وہ مالک جن پر ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ اگر چاہیں تو ان رقوم کو جو وقتاً فوقتاً اُن کے ذمہ ہوں بغیر جوڈیشنل اسٹامپوں کی صورت میں جو دفتر لائسنس سے یا اُسکے قریب مل سکتے ہیں۔ براہ راست افسر لائسنس دہندہ کو ادا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ٹیکس کی ادائیگی کے لئے اب سرکاری خزانہ میں جانے کی ضرورت نہیں رہیگی۔

پنجاب میں موٹر گاڑیوں کے مالکوں کو ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ پیشتر اطلاع دی جا چکی ہے کہ آئندہ یکم جولائی سے اُن کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ اس لائسنس کوپن کو جو افسر لائسنس دہندہ مہیا کریگا۔ موٹر گاڑی کے باہر کسی نمایاں جگہ پر ایک چوکھٹے میں لگا کر منصب کر دیں۔ اُنہیں یہ اطلاع بھی دی جا چکی ہے کہ اس چوکھٹے کے لئے جسے اُنکو خود مہیا کرنا کوئی شکل یا ساخت مقرر نہیں کی گئی۔

موٹر گاڑیوں کے مالکوں کو اب مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ یکم جولائی یعنی لائسنس کے سال رواں کی دوسری سہ ماہی کے شروع سے ایک نیا کوپن جس پر سہ ماہی کا سلسلہ وار نمبر نصب ہوگا۔ ہر سہ ماہی کے لئے جاری کیا جائیگا۔ کسی موٹر گاڑی جو مالک اپنا واجب الادا ٹیکس سہ ماہی اقساط کے ذریعہ ادا کریگا۔ ا سے افسر لائسنس دہندہ اس سہ ماہی کا کوپن جسکے لئے ادائیگی کی گئی ہے۔ حوالے کر دیگا۔ اگر ٹیکس ایک سہ ماہی سے زیادہ کے لئے پیشگی ادا کر دیا جائے تو افسر لائسنس دہندہ موٹر گاڑی کے مالک کو اتنے ہی سہ ماہی کوپن حوالے کر دیگا جن کا وہ اپنی ادائیگی ٹیکس کی بنا پر حقدار ہے۔ موٹر گاڑیوں کے وہ مالک جنہوں نے لائسنس کے سال رواں کے شروع یعنی یکم اپریل ۱۹۲۶ء کو ایک سہ ماہی سے زیادہ کے لئے اپنا ٹیکس ادا کر دیا تھا۔ اُنہیں چاہیئے کہ وہ سہ ماہی کوپن حاصل کرنے کے لئے جنکے وہ اپنے ٹیکس کی ادائیگی کی بنا پر حقدار ہیں۔ افسر لائسنس دہندہ کو درخواست کریں۔ موٹر گاڑیاں رکھنے والے لوگوں کو دوبارہ یاد دلایا جاتا ہے کہ اُن کے لئے اپنے کوپن کو مجوزہ طریقہ پر نمایاں کرنا لازمی ہے۔

شملہ　　　　مظفر خاں
مورخہ ۲۶ جون　　ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب

گندم اور چارہ کی فصلوں پر معاملہ زمین کی شرح

ایک غلط فہمی کا ازالہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

بعض حلقوں میں مبہم طور پر بیان کیا گیا کہ نہری رقبوں میں چارہ کی فصلوں کے ساتھ ہی گندم بھی تھوڑی مقدار میں مل ہوتی ہے وہاں اُن مخلوط فصلوں پر چارہ کی فصل کے حساب سے معاملہ زمین تشخیص نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ وہ فصل گندم بھی بطور چارہ استعمال کی جاتی ہے۔ یہ بیان درست نہیں مخلوط فصلوں کے متعلق یہ حکم ہے کہ جن کھیتوں میں گندم کی اتنی آمیزش ہو کہ فصل چارہ کی قیمت میں معتدبہ اضافہ ہو سکے تو اس پر فصل چارہ کی شرح معاملہ عائد کی جائیگی اور باقی کھیتوں پر فصل گندم کی شرح کے مطابق معاملہ وصول کیا جائیگا۔

لہٰذا اعلان کی اشاعت اسی لحاظ سے ضروری ہے کہ متعلقہ اشخاص کو معلوم ہو جائے

کی گورنمنٹ زمینداروں اور انکے مال مواشی کی امداد کو مدنظر رکھکر فصل چارہ پر بہت ہی ہلکا معاملہ زمین تشخیص کر رہی ہے۔

کلکتہ کے پہلے فساد کے نتائج

کلکتہ کے پہلے فساد میں مسلمان ۵۰ قتل ہوئے تھے ہندو ۴۰ قتل ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ۱۵۴ مسلمان زخمی ہوئے تھے اور ۲۹۹ ہندو مجروح ہوئے تھے۔ زخموں کی وجہ سے کل ۱۱۰ آدمی مرے تھے۔

کلکتہ کے دوسرے فساد میں جو ۱۶ جولائی کے روز ہوا تھا۔ کل ۲۵ زخمی ہسپتال میں داخل ہوئے تھے۔ اس میں ۱۴ اموات کا شمار ہوا ہے۔

کلکتہ میں تیسرا فساد ۱۹ جولائی کے روز ہوا اس میں ۴ مسلمان اور تین ہندو مجروح ہوئے اور ایک ہندو مرا۔ مزید کیفیت کا انتظار ہے۔ اس پر گرفتار شدوں کی معیتوں کا اضافہ ہے۔ جنکا شمار سینکڑوں تک پہنچا ہوا ہے۔ مالی نقصان کا اندازہ اس کے سوا ہے۔

ہندو مسلم اتحاد کے امکانات

روز بروز کم ہوتے جاتے ہیں۔ برادران وطن اپنے آپ دشمن ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ بکثیر اور زبردست جماعت قلیل جماعت کی سرکوبی پر کمربستہ ہے۔ یہ حالات اس امکان کا پیش خیمہ ہیں کہ ہندوستانی ہوم رول کے ناقابل و نااہل ہیں۔ ہندو برادران وطن مسلمانوں کا اعتماد و بھروسہ جب تک کھو نہیں بیٹھے تب تک وہ بھی چین کرتے دکھائی نہیں دیتے ہیں۔ ہندو مسلم کشیدگی سوراجیہ کا منصوبہ بھار میں بیڑا غرق کرکے رہیگی۔ خدا ہموطنوں کی آنکھیں کھولے کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ وہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

نورافشاں کے لئے خریدار دیجئے۔

خبریں

لائلپور ۱۹ جولائی بنگال میں باجہ کے متعلق گورنمنٹ کے اعلان کے خلاف سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا کی ایگزیکٹو کمیٹی نے ریزولیوشنوں کے سلسلہ میں وائسرائی کے پرائیوٹ سکریٹری نے مطلع کیا ہے کہ کمیٹی کے خیالات نوٹ کرلئے گئے ہیں اور ہز ایکسیلینسی گورنمنٹ اس معاملہ پر خاص غور کر رہی ہے۔

(بندے ماترم)

کلکتہ ۱۸ جولائی۔ آج رات کا جلوس محرم بخیریت گذر گیا۔ سوائے اس کے اور کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا کہ جب جلوس جا رہا تھا تو ایک مکان سے جلوس پر چند روڑے پھینکے گئے اور پولیس نے اس گھر میں گھس کر تین آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن میں ایک ہندو ڈاکٹر بھی ہے جسے نیپال گورنمنٹ نے مزید تعلیم کے لئے کلکتہ بھیجا تھا۔

بعد کی تار

کلکتہ ۱۹ جولائی۔ جس مکان سے محرم کے جلوس پر روڑے پھینکے گئے اُس کا نام مادھو بھون ہے۔ گورنمنٹ نیپال کے ڈاکٹر کا نام ڈاکٹر گنیشی لال ماجھے ہے۔ وہ گذشتہ شکروار کو کلکتہ میں پہنچے ہیں۔ باقی دو آدمی اُن کے ملازم ہیں۔

(ر)

کلکتہ ۱۸ جولائی۔ ضلع مجسٹریٹ سیرامپور ہگلی نے زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری اعلان کیا ہے کہ کوئی مسلمان سیرامپور سب ڈویژن۔ لاٹھی۔ کدالی تلوار۔ چاقو وغیرہ لے کر بازاروں میں نہ پھرے سوائے اُن کے جنہوں نے کہ جلوس نکالنے کے لئے اجازت پاس کر لی ہو۔ ایک دوسرے نوٹس میں پبلک کو اشتعال انگیز بیانات شائع کرانے سے روکا گیا ہے۔

(ر)

راولپنڈی ۱۷ جولائی آج صبح ۸ بجے سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب اس جگہ تشریف لے آئے ہیں آپ نے شہر کے دیگر حصص کے علاوہ گنج منڈی سٹیشن بازار میں چکر لگا کر صورت حالات کا مطالعہ کیا۔ جس وقت گورنر صاحب کی موٹر گنج منڈی میں پہنچی تو لالہ بالکشن ماہری سابق صدر سٹی کانگرس کمیٹی نے آپ سے درخواست کی کہ وہ موٹر کھڑا کریں۔ چنانچہ موٹر کھڑا ہونے پر فرمایا کہ اُنہوں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ ایک پولیس افسر نے جو اس دن انچارج تھے خود آگ لگانے والوں کو تیل وپٹرول مہیا کیا ہے۔ گورنر نے اس بات کو بغور سنا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی ساتھ تھے

(ر)

شملہ ۱۹ جولائی۔ قائم مقام ہوم ممبر کی کوٹھی میں چوری کے سلسلہ میں پولیس نے ایک بہرا اور دو مہتر شبہ میں گرفتار کئے ہیں۔ چاندی کے برتنوں کے چرائے جانے سے جو نقصان ہوا ہے اس کا اندازہ ۲۰۰۰ روپے کے قریب کیا جاتا ہے۔

(ر)

پیرس ۱۷ جولائی۔ فرانسیسی پارلیمنٹ میں مسٹر کیلاکس کی مالی تجاویز کو چیمبر کی فنانشل کمیٹی نے مسترد کر دیا اور اعتماد کا ووٹ پیش ہونے پر گورنمنٹ کو شکست ہوئی اور موسیو بریان نے استعفےٰ دیدیا۔ موسیو ہیریٹ نے وزارت بنانے کی کوشش کرنا منظور کر لیا ہے۔

(ر)

بمبئی ۱۹ جولائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بمبئی کونسل کے سوراجیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ پونہ میں منعقد ہونے والے بمبئی لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس میں شامل نہیں ہونگے اور انہوں نے اپنے لیڈر مسٹر ایم۔ آر۔ جیکر کو بھی اس سے مطلع کر دیا ہے۔

(ر)

نورافشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے۔

راولپنڈی ۱۹ جولائی - ہز اکسیلنسی گورنر پنجاب ۱۰ تاریخ کو راولپنڈی تشریف لائے - سارے شہر کی گشت اور فساد کے دوران میں جلائے گئے مکانات کو دیکھنے کے بعد آپ نے شہر کے کئی معززین سے ملاقات کی -

شام کو آپ نے سول ہسپتال کا معائنہ کیا - جہاں پر کئی ایسے آدمی ابھی تک موجود تھے جو فساد کے دوران میں زخمی ہوئے تھے - ۱۸ تاریخ کو صبح کے ناشتہ سے پیشتر آپ سید پور تشریف لے گئے اور گاؤں کے لوگوں سے ڈاکہ کے تمام واقعات سنے - سارا دن ہندوؤں مسلمانوں سکھوں کے تین ڈیپوٹیشنوں کے ساتھ طویل ملاقات میں صرف کیا - رات کو آپ نارووال کے لئے روانہ ہوئے -

(ربندے مازم)

اٹلانٹا (جارجیا) ۱۷ جولائی - آج مسٹر آر - آئی سمتھ صدر اٹلانٹا رئیل سٹیٹ بورڈ و ڈائرکٹر بینکرز ٹرسٹ کمپنی اٹلانٹا اپنے مکان میں مردہ پایا گیا - ایک ریوالور اس کے پاس پڑا تھا - آج ۴۶ بنکوں نے اپنا کاروبار بند کر دیا - مسٹر سمتھ کی موت کی زیادہ تر وجہ بینکرز ٹرسٹ کے لئے جس پر اکثر متعلقہ بینک روپیہ کے لئے انحصار کیا کرتے تھے - ایک ریسیور کی تقرری تبلائی جاتی ہے - ماہرین اس حالت کو خلاف امید پچھلے دنوں بنکوں کے فیل ہونے کا نتیجہ تبلاتے ہیں -

(//)

معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے ہندوؤں کا وہ جلسہ جو بنگال گورنمنٹ کے باجہ کے متعلق پابندیوں کے خلاف سناتن دھرم سبھا وچھووالی میں گذشتہ سنیچر وار کو ہونا تھا - صوبائی افسران کے دباؤ کی وجہ سے نہیں ہو سکا - اس سبھا کے چلانے والے لالہ جھنڈا مل اگروال بجر تھے اور رائے صاحب سیٹھ رام پرشاد آنریری مجسٹریٹ اس جلسہ کے صدر ہوئے تھے -

(//)

مایوس ولا علاج مریضوں کو مژدہ

ڈاکٹر ایچ - جے - لوریلیر

بی - ایم - ڈی - ڈی - ایس - سی - بی - ایچ - ایم - ڈی - ایچ - وائی - ایم - بی - اے - ایم - ایچ - سی

ڈاکٹر ایچ - جے لوریلیر کے نام سے کون ناواقف پنجابی اور ہندوستانی بے خبر ہے - آپ کا اکسیر ہیلنگ بام دنیا بھر میں مشہور دوائیں ہیں پر آپ بھی عورت مرد کے ان امراض کے لئے تریاق کا حکم رکھتے ہیں جنکے علاج سے خود بیمار ناامید ہو چکے ہیں - آپ چند ماہ سے آئیکچ جیل روڈ لاہور میں مقیم ہیں - آپ کا شفا خانہ میکلوڈ روڈ نزد دفتر نور افشاں لاہور کھلا ہے - جہاں صبح کے ۸ سے ۱۱ تک اور شام کے ۴ سے ۸ بجے تک علاج کیا جاتا ہے - آپ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج ہو کر دیکھیں بفضل خدا شفا کا فوری انعام پائینگے -

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے - جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلٰے اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اس کی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے - شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے - کلاس فیس سرکاری شرح ہے - متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے - کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز - کرسی - الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جز کشائی سے انٹرنس کورس تک

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں -

اشتہار کتب

تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن } قرآن کی بیان کردہ اعجازی عبارت و زبان کا امتحان صفحہ ۱۸۰ - ۸/ رعایتی ۴/

طریق تحقیق - ہمارے مسیحی دین کو قبول کرنے کی وجہ اور اسکی خوبیاں صفحہ ۴۲ - ۳/ پائی

تقویتہ الایمان - خدا کے تجسم اور خداوند مسیح کی الوہیت کے ثبوت میں صفحہ ۲۴ - ۱/

طریق الحیات - ہندو - محمدی اور مسیحی مذاہب میں سے کون سا مذہب حیات جاودانی بخش سکتا ہے - صفحہ ۱۲۶ - ۲/

تذکرۃ الابرار - رسولوں کے اعمال کی تفسیر مترجمہ ڈاکٹر عماد الدین و پادری کلارک صاحب - ڈبل سائز صفحہ ۶۳۳ - ۶/

یوئیل - یعنی ایک گمگیل لڑکا - نہایت عمدہ عجیب اور پُر لطف مسیحی کہانی ہے - جو حال ہی میں انگریزی سے ترجمہ ہو کر اردو میں طبع ہوئی صفحہ ۲۴۰ - ۱۴/ مجلد کپڑا معہ نام - ۸/

تفسیر افسیوں - معہ دیباچہ جسے انجیل کے مبشروں اور استادوں کے فائدہ اور استعمال کے لئے پادری جے - ایچ - آر - بی صاحب نے تیار کیا صفحہ ۱۴۴ - ۶/

وشنو کے دس اوتار - اگر ہندوؤں کے اوتاروں کی زندگی تمام تعلیم اور اخلاق کا مطالعہ کرنا ہو تو کتاب ضرور خریدیں - صفحہ ۱۲۸ - ۲/

کاشف اعمال الرسل - رسولوں کے اعمال کی کتاب مترجم تفسیر از پادری ایس - ایس تھامس صاحب صفحہ ۲۳۰ - ایک روپیہ (عہ)

پرانے عہد نامہ کی کتابوں کا دیباچہ - پیدایش کی کتاب سے آستر کی کتاب تک بطور سوال و جواب صفحہ ۲۱۶ مجلد ۱۲/

پاک کلام کے منظومی حصے یعنی ایوب - زبور - امثال - واعظ اور غزل الغزلات کا دیباچہ صفحہ ۲۴ - ۲/ عہ

سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

ے نہیں۔ بلکہ وسط الشیا سے آئے تھے اور اہل ہنود کے بزرگ ابتدا میں وسط الشیا کے باشندے تھے وہ بحر کیسپین کو جانتے تھے۔ اس کے کنارے پر میدیہ میں سکونت پذیر تھے اور باہمی جنگ و جدل کے لئے دریائے فرات کے کنارے اور اسوریہ یا بابل کی سرحدوں پر فراہم ہوا کرتے تھے؟ چنانچہ اس باب میں علماء کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(۱) قدیم آریا قوم کی مختلف شاخوں کی زبانوں قدیم تصنیفات اور دینی اور دنیوی ریت و رسم کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اُن کا اصلی وطن وسط الشیا میں تھا۔ کیونکہ یہ ایک مشہور روایت ہو کہ آریا لوگ الشیا سے جا کر یورپ میں جا بجا آباد ہوئے اور اہل یونان اور روم کی بابت مورخ کہتے ہیں کہ اُن کے بزرگ شمال و مشرق سے جا کر وہاں سکونت پذیر ہوئے۔

ہندوستان کے آریا اپنے آپ کو دیگر اقوام یورپ سے خواہ کیسے ہی علیحدہ سمجھیں۔ لیکن اُن کے آریا نام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آبائی خاندان سے جُدا اور اس مُلک ہند میں پردیسی ہیں۔ وہ اُسی آریا خاندان سے نکلے ہیں جس سے اور قومیں بھی جُدا ہو کر مختلف ملکوں میں پھیل گئیں اور دنیا کی تاریخ میں مشہور ہوئیں۔ اہل فارس۔ اہلِ مادی۔ اہلِ یونان۔ اہل روم وغیرہ قدیم قومیں اور جرمن انگریز۔ روس۔ فرانسیسی وغیرہ نئی قومیں سب کی سب آریا ہیں۔ علماء نے تحقیقات کر کے مندرجہ ذیل اقوام کو آریا قرار دیا ہے۔

(الف) اہلِ فارس۔ اہل فارس خود کو اِریا کہتے تھے۔ اُنہوں نے جن ملکوں کو فتح کیا ژند آویستہ میں اُن کو بھی اِریا کے لقب سے ملقب کیا۔ ملک فارس میں ایک قسم کے مخروطی حروف کے کتبے ملے ہیں جنکی زبان سنسکرت زبان کی مانند ہے۔ عالم بے بدل پروفیسر رالنسن صاحب نے اُن کتبوں کو پڑھا ہے اُن کتبوں میں فارسی بادشاہ دارا کے نام کے ساتھ آریا لقب دیکھنے میں آتا ہے۔ اُن کے اعلےٰ معبود ہُرمزد کو کتبہ میں آریوں کا معبود کہا ہے۔ بعض یونانی مصنفوں نے اہل فارس کے زیر حکومت ممالک کو ایریانہ کہا ہے۔ ہیرودوٹس وغیرہ کئی یونانی مصنفوں نے کئی ایک فارسی بادشاہوں کے نام ساتھ آریا لقب کو جوڑا ہے۔ مثلاً دارا بادشاہ کے دادا کا نام آریارامنا تھا۔

(ب) مشہور یونانی مورخ ہیرودوٹس نے مادی قوم کو آری آئی لکھا ہے۔ اور اسی قوم کی ایک شاخ آریزنتی بیان کیا ہے۔ جس سے آریوں کی نسل مراد ہے

(ج) آرمینیاان۔ اس قوم کی زبان میں لفظ آری ملتا ہے۔ جس سے اس قوم کا یہ نام مشہور ہوا

(د) آیرن۔ کوہ قاف کی وادی کے باشندے اُرن قوم کا نام بھی لفظ آریا ہی سے نکلا ہے۔

(ہ) تھریس۔ یونان کے شمال کی سرزمین جسے تھریس کہتے ہیں اُس کا قدیم نام آریا تھا۔

(و) جرمن میں لفظ آری آئی ملتا ہے۔

(ز) آئرلینڈ۔ اس جزیرے کے باشندے کیلٹ قوم کا قدیم نام آئرن تھا۔ جس لفظ سے جزیرہ کا نام اب تک مشہور ہے۔ مندرجہ بالا کل آریا اقوام کی مختلف شاخوں کی زبان اور اُن کے دینی اور دنیوی ریت و رسوم وغیرہ کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ وسط الشیا میں سکونت پذیر تھے تو اُن کی زبان اور دینی اور دنیوی رسوم ایک ہی طرح کے تھے۔ علماء کا قول ہے کہ جن مختلف زبانوں میں وہی الفاظ مشابہ شکل یا ہم مصدر کی صورت میں نظر آئیں۔ اُن الفاظ کی اصلیت کے بارے میں گمان کیا جاتا ہے کہ وہ الفاظ غیر ملکوں کی مختلف زبانوں میں از خود پیدا نہیں ہو گئے۔ اگر مختلف ملکوں کی مختلف زبانوں میں وہ خود بخود وجداگانہ پیدا ہوتے تو وہ مشابہ شکل یا مشابہ مصدر نہیں پیدا نہ ہوتے۔ کیونکہ خود بخود اُن کا ہم شکل یا ہم مصدر ہونا ناممکن ہے۔ لہٰذا اُن الفاظ کے ایک اصلی مخرج کو ماننا پڑیگا۔ اس اصلی مخرج سے مختلف ممالک کی مختلف آب و ہوا میں نقل کرنے کی وجہ سے کسی قدر شکل میں تبدیلی ہوئی ہے لیکن مشابہت میں فرق نہیں آیا۔

مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق جن زبانوں میں مشابہ شکل اور مشابہ مصدر کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ اُن کو جداگانہ بذات خود اصلی زبانیں نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا ماننا پڑیگا کہ وہ زبانیں کسی اصلی خاص زبان سے نکلی ہیں اور اُسی اصلی زبان میں مذکورہ بالا الفاظ بھی پہلے موجود تھے اور اُن سے اُس اصلی زبان کے بولنے والے واقف تھے اور اُن کی اولاد اُن الفاظ کو بلکہ مستعملہ ریت و رسوم کو بھی اپنے ساتھ لیکر مختلف ملکوں میں جا بسے۔

اس قانون کے مطابق وہ قومیں جو آریا نام سے مشہور ہیں اُن کی زبانوں کی نسبت علماء کا یہ خیال ہے۔ کہ وہ ایک قدیم اصلی آریا زبان سے نکلی ہیں اور وہ مشابہ الفاظ جو ان مختلف زبانوں میں پائے جاتے ہیں پہلے اُسی قدیم آریا زبان کے الفاظ تھے۔ وہ قدیم اصلی آریا زبان وسط الشیا کے آبائی وطن میں مستعمل تھی اور اُن الفاظ سے جو دینی اور دنیوی رسومات مراد تھیں وہ بھی وہیں پر ایجاد تھیں۔ اُن تمام ریت و رسم کو ساتھ لیکر آریا قوم اپنے آبائی وطن سے نکلکر مختلف ممالک میں جا بسی۔ لہٰذا وہ اُن الفاظ اور اُن الفاظ سے جو ریت و رسم مراد لی جاتی ہیں مختلف ممالک کے آریوں کے درمیان قریباً یکساں نظر آتی ہے صرف نقل مکان اور زمانہ کے امتداد کی وجہ سے اُن میں قدرے قلیل تبدیلی ہوگئی ہے۔ زمانہ حال کے علماء کو مختلف آریا زبان کے ہم شکل اور ہم مصدر الفاظ کی تحقیقات کرنے سے وسط الشیا کے آبائی وطن کی دینی اور دنیوی ریت و رسم کی بابت بہت کچھ معلوم ہو گیا ہے۔ اس تمام تحقیقات کے نتائج کو یہاں طوالت کے خوف سے ہم درج کرنے سے معذور ہیں کیونکہ ہمارا منشا صرف یہ ہے کہ آریوں کے اصلی وطن

"احمدیت کو صرف عیسویت سے مماثلت کا دعویٰ ہے"

انسانی اعمال میں فرق۔ ان دونوں قسم کے اعمال کے نمونوں میں ایک فرق واقع ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ پہلی قسم کے اعمال میں تزکیہ نفس سے پہلے جو قربانی کی جاتی ہے اسکا کرنیوالا قربانی کی خواہش آہستہ آہستہ کرتا ہے۔ اور دوسری قسم کے اعمال میں جنہیں تزکیہ نفس یعنی عبادت پہلے کی جاتی ہے۔ قربانی کرنیوالا شخص قربانی کی خواہش یکدم کرتا ہے جس عمل میں قربانی کی خواہش آہستہ آہستہ کی جاتی ہو اس میں تزکیہ نفس دیر کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قومیں جنکو آہستہ آہستہ قربانی کے موقعے ملے ہیں ان کا تزکیہ نفس بھی آہستہ آہستہ ہوا اور وہ قومیں جنہیں یکدم قربانیاں کرنے کے موقعے ملے اُن کا تزکیہ نفس بھی فوری طور پر ہوا۔ چنانچہ جو انبیاء مثیل موسیٰ کہلاتے ہیں اُن میں تزکیہ نفس اور قربانی ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔ اُن کے لئے سامان ہی ایسے کئے جاتے ہیں کہ یہ دونوں باتیں اکٹھی ہی ہوتی ہیں۔ اور وہ انبیاء جو مثیل عیسےٰ کہلاتے ہیں۔ ان میں قربانی آہستہ آہستہ اور انکا تزکیہ بھی دیر سے ہوتا ہے روزے دو والی مثال کا مطلب یہ ہے کہ آہستہ آہستہ قربانی کی جاتی ہے اور چونکہ قربانی آہستہ آہستہ کی جاتی ہے اسلئے تزکیہ بھی آہستہ آہستہ ہوتا اور اُن کی تربیت بھی آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے متبعین کے حالات } حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں لوگ تزکیہ میں یکدم ترقی کر گئے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت چونکہ قربانی آہستہ آہستہ تھی۔ تزکیہ بھی آہستہ آہستہ ہوا۔

حضرت موسیٰ کے وقت ایسا نہیں ہوا اُن کے وقت سے یہ باتیں معاً ہوئیں اور لوگ تربیت میں تیزی کے ساتھ بڑھ گئے۔ تزکیہ میں سرعت کے ساتھ ترقی کرلی اور عام ترقی میں بھی اس وقت کے لوگوں پر فوقیت حاصل کرلی حتیٰ کہ حضرت موسےٰ کے زمانہ میں لوگوں کو اس قدر الہام ہوتے تھے کہ لوگوں کو شبہ پڑگیا تھا کہ شاید یہ بھی نبی ہو جائینگے۔

قوم موسیٰ کی روحانی ترقی۔ قرآن کریم میں جو واقعات ان کے بیان کئے گئے ہیں۔ وہ ان کی عام حالت نہیں وہ یہود پر حجت پکڑنے کے لئے لائے گئے ہیں اور اگر ان واقعات کو ان کی عام حالت سمجھ لیا جائے تو یہ درست نہ ہوگا۔ کیونکہ جو مثالیں بیان کی گئی ہیں وہ جرم کی مثالیں ہیں ورنہ عام حالت معاً روحانی ترقی کر تی چلی گئی ہے۔ توریت میں آتا ہے۔ لوگوں نے حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آکر شکایت کی کہ آپ کے ماننے والے کثرت سے الہام پانے کا دعویٰ کرتے ہیں حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں سب نبی ہو جائیں تو حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم درحقیقت روحانی ترقی کے منازل کو بہت جلد طے کر گئی تھی۔

عیسائی قوم کی ترقی۔ لیکن اس کے بالمقابل عیسائی قوم کی ترقی آہستگی سے ہوئی۔ وہ بہت جلد ہی اور فوراً روحانیت کے اعلےٰ مدارج پر نہ پہنچ گئی تھی بلکہ آہستگی سے روحانی مدارج پر چڑھی۔ کیونکہ اسکی قربانی بھی آہستگی کے ساتھ ہوئی۔ سو جہاں قربانی فوری اور یکدم ہوگی وہاں ترقی تزکیہ اور روحانیت بھی فوری طور پر ترقی کریگی اور جہاں قربانی آہستگی کے ساتھ ہوگی وہاں ترقی تزکیہ اور روحانیت بھی آہستگی کے ساتھ بڑھیگی۔ چونکہ موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں قربانی فوری ہوئی۔ اس لئے اُن کی ترقی بھی فوری ہوئی۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے جتنے بھی مثیل ہونگے ان میں جلدی طہارت تزکیہ نفس روحانیت اور ترقی پیدا ہوگی۔ اور چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں قربانی آہستگی کے ساتھ ہوئی۔ اس لئے عیسوی مماثلت کے سلسلے میں جتنے سلسلے ہونگے ان میں طہارت۔ تزکیہ نفس روحانیت اور عام ترقی آہستگی کے ساتھ ہوگی۔

چندہ اور حصہ وصیت میں اضافہ } چند دن ہوئے ہیں میں نے شائع کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو لکھا ہے۔ تین ماہ میں اگر ایک پیسہ بھی چندہ دیوے تو کافی ہے۔ مگر یہاں آپ لحاظ سے بڑھا رہے ہیں ایک آنہ فی روپیہ ماہوار آمد پر چندہ کر دیا گیا ہے اور ابھی اور بڑھانے کا خیال ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی فرمایا ہے اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ بعد میں آنے والوں نے چندہ کی شرح بڑھا دی۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ ایسا کیوں کیا جاتا ہے میں پہلے بتا چکا ہوں کہ مثیل موسےٰ کی ترقی جلد ہوتی ہے اور مثیل عیسیٰ کی بتدریج اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مثیل عیسےٰ ہیں۔ اس لئے آپ کے سلسلہ کی ترقی بھی آہستگی کے ساتھ ہوتی ہے تو عیسوی سلسلے کی طرح اسکی قربانی بھی آہستہ آہستہ ہوگی جو آہستہ آہستہ بڑھتی جائیگی۔

(الفضل مطبوعہ ۲۹/۶ ۱۳ء)

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور شرطیہ دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب ہے۔ خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ تیجا۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲؍ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

ڈاکٹر ای این اوسٹیاہ خورجہ ضلع بلند شہر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا